باب۔27

کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں!

☆ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ -

ترجمہ: (ہم کو سیدھے رستہ پر چلا) ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔(سورۃ الفاتحہ: آیت 6 کا حصہ)

☆ مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّـهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ -

ترجمہ: محمدؐ، اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ آپؐ کے ساتھ ہیں (آپؐ کی صحبت میں رہتے ہیں) وہ کافروں کے مقابلے میں بڑے شدید (اور سخت) ہیں، وہ آپس میں رحیم (ومہربان) ہیں۔ (سورۃ الفتح: آیت 29 کا حصہ)

اسلام کے تباہ کرنے کے منازل کیا ہیں؟ ـــ دیکھو! سب سے پہلے حُبِ اہلِ بیت کی اہمیت ظاہر کی جاتی ہے۔ پھر اس میں سے ازواجِ مطہرات نکالے جاتے ہیں۔ پھر تفضیل کا مسئلہ آتا ہے۔ پھر شہادتِ امام حسینؓ اور مظالمِ کربلا کا ماتم ہے۔ پھر مشاجراتِ صحابہ اور تکفیرِ صحابہ ہے۔ پھر تقیہ (ڈر) کا مسئلہ ہے ـــ اور اس پر دین کا خاتمہ ہے۔

- ذیل میں ان تمام مسائل کا ایک مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

(1) اصحابہ کرام کی فضیلت سے انکار: یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ شاگردانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی صحابہ کرام، درحقیقت قرآن میں مذکور اَنعَمْتَ عَلَیھِمْ کے مصداق ہیں۔ یہ منبعِ تعلیماتِ نبی ہیں۔ لہٰذا اعلیٰ و افضل ہیں۔ مسلمانوں کے ایک مخصوص گروہ کا ان سب کو مرتد بنا دینا اور بے دین سمجھنا دراصل قرآن اور حدیث ہی کا مٹا دینا ہے۔ یہ دین کی بنیاد کا گرا دینا ہے۔ تماشہ یہ ہے کہ اسلام کا دعویٰ بھی ہے اور درپردہ قلع قمع کی کوششیں بھی۔ ذرا غور تو کرو! یہ قرآن ہم تک کس سے پہنچا؟ ان ہی صحابہ کرامؓ سے۔ خصوصاً حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابی ابن کعبؓ سے۔ اگر صرف حضرت علیؓ

Siddiqui Publications

کی روایت ہی پر اصرار کیا جائے تو پھر یہ قرآن متواتر کب رہتا ہے۔ مسلمانوں کا سرمایۂ ناز تو قرآن کا یہی تواتر ہے۔ اگر اسی کو برباد کر دیا جائے تو سب کچھ غیر یقینی ہو جائے گا۔ اسی طرح حدیث کا حال سنیے۔ حضورؐ نے بعض احکامات خواتین میں بھی دیئے ہیں۔ یہ لوگ ان کو بالکل قبول نہیں کرتے۔ حضرت علیؓ کے علاوہ تمام روایتیں ان کے لیے ناقابل اعتبار۔ طُرفہ تو یہ بھی ہے کہ ان کے نزدیک خود حضرت علیؓ نے بھی جن احادیث کو بر سر منبر دوسرے صحابہ کے حوالے سے ذکر کیا تو اسے بھی تقیہ یعنی ڈر سے منسوب کر دیا۔ پھر کتنی حدیثیں بچ جائیں گی۔ ایسے میں حدیث کہاں، دین کدھر! اللہ اکبر، اللہ اکبر۔۔۔! کوئی ان سے یہ بھی پوچھے کہ اس روئے زمین پر اسلام کس نے پھیلایا؟ تمام دنیا میں اسلامی سلطنتیں کس نے قائم کیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی 23 سالہ تبلیغ کا کیا اثر ہوا؟ کیا حضرت علیؓ اور صرف دو تین اور اصحاب کا اسلام۔۔۔! اللہ تعالیٰ تو تمام صحابہؓ کرام کے لیے فرماتا ہے، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، (سورۃ البیّنۃ: آیت 8)۔ پھر اللہ کی رضامندی کے سامنے تمھاری ناراضی ہے کیا چیز۔۔۔؟ جو شخص معمولی مسلمان کو کافر کہے تو اس کا کفر اس پر لَوٹ آتا ہے۔ چہ جائیکہ شاگردانِ رسول۔۔۔! یارانِ پیغمبر پر لعنت کرنا کام ہے فوارۂ لعنت کا۔ کیونکہ از اومی خیزد و براومی ریزد (یعنی اُس سے اٹھاتا ہے اور اُسی پر ڈالتا ہے۔ جیسے فوارے کا پانی، جو اپنی جگہ سے اٹھ کر خود اسی پر گرتا ہے)۔ صحابہؓ کے متعلق تو اللہ یہ بھی فرماتا ہے کہ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ، وہ آپس میں ایک دوسرے پر مہربان ہیں، (سورۃ الفتح: آیت 29)۔ اس کے بعد بھی قرآن شریف کے خلاف کوئی یہ کہے کہ صحابہ میں اتفاق نہ تھا تو وہ جھوٹا ہے، کذاب ہے۔ ائمہ اہلِ بیت سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے ان ظالموں کے پاس وہ سب تقیہ ہے۔ ڈر کر کہا گیا ہے لہٰذا جھوٹ ہے۔ یاد رکھو! جو ائمہ اہلِ بیت کو جھوٹا کہے وہ خود جھوٹا ہے۔

صحابہؓ کو بُرا کہنا تو ایک طرف، اِن میں کے بعض تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی حضرت علیؓ کو فضیلت دے دیتے ہیں۔ اِن کا کہنا ہے کہ جب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرشِ اعظم پر پہنچے اور بیچ سے پردہ اٹھایا گیا تو آپؐ نے وہاں حضرت علیؓ کو موجود پایا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب محمد مصطفیٰؐ 40 سال کے ہوئے تھے تب آپؐ پر قرآن اترنا شروع ہوا تھا جب کہ حضرت علیؓ اس سے 13 برس پہلے پیدا ہوتے ہی قرآن شریف پڑھنے لگے تھے۔ اور اِن میں کے بعض تو یہاں تک بھی کہہ دیتے ہیں کہ جبرئیلؑ نے غلطی کی اور انہوں نے حضرت علی کو وحی پہنچانے کی بجائے آنحضرتؐ کو پہنچا دی۔ تم یہ کیا کہتے ہو۔۔۔؟ دیکھو! خود حضرت علیؓ تو یہ فرماتے ہیں کہ " وَ يْحَكَ اَنَا عَبْدٌ مِنْ عَبِيْدِ مُحَمَّدٍ" یعنی ارے تجھ پر افسوس ہے، میں تو محمدؐ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔

(2) آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت: ان لوگوں کے نزدیک اہلِ بیت اطہار کا جو مقام ہے اس پر بھی ایک نظر دوڑائیں تو درجہ ذیل صورت سامنے آتی ہے۔

- حضورؐ کی چار صاحبزادیاں ہیں۔ یہ صرف حضرتہ فاطمۃ الزہراؓ کے علاوہ باقی تین کو نہیں مانتے۔
- خود حضرت علیؓ کے صاحبزادے امام محمد بن علیؓ (محمد بن حنفیہ) کے متعلق تو بہت کچھ کہتے ہیں۔
- ان کے نزدیک حضرت امام حسنؓ کے سلسلۂ اولاد کی کوئی اہمیت نہیں۔ پھر امام زیدؒ، امام اسماعیلؒ اور ان کی اولاد کو نہیں جانتے۔ کُل بارہ اماموں کو مانتے ہیں۔ لیکن باقی تمام ائمہ کے لیے بدگوئی الگ۔

اس کے باوجود حیرت کا مقام یہ ہے کہ یہ سب آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے خصوصی دعویدار بھی بنتے ہیں۔

(3) مسئلۂ تفضیل: حضرتہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو جزءِ رسول ہیں۔ یہ شرف تو کسی کو بھی حاصل نہیں ہے، ماسوا دیگر امہات المومنین کے۔ ان لوگوں کا ازواجِ مطہرات کو یوں تطہیر سے نکالنا تو قرآن پر ظلم کرنا ہے۔ يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ، یعنی اے پیغمبر کی بی بیو! تم اور عورتوں کی جیسی نہیں ہو (سورۃ الاحزاب: آیت 32)۔ مگر یہ حضرتہ عائشہؓ کی فضیلت میں کمی کرنے سے کبھی دریغ نہیں کرتے۔ ازواجِ مطہرات کا اُم المومنین ہونا قرآن میں موجود ہے، وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ، یعنی اور پیغمبر کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں، (سورۃ الاحزاب: آیت 6)۔ ماں کی تعظیم تو ہر مذہب میں، ہر قوم میں لازم سمجھی جاتی ہے۔

(4) خلافت کا جھگڑا: اس بارے میں ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ حضورؐ کے وصال کے موقع پر حضرت عبد اللہ بن عباسؓ وہاں پر موجود لوگوں سے کہنے لگے کہ حضورؐ فرما رہے ہیں۔ "دوات قلم لاؤ میں تم کو ایسی چیز لکھ دوں گا کہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہوں گے"۔ جس پر حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں اس وقت حضورؐ پر بیماری کی شدت ہوگئی ہے اور وہ بار بار بے ہوش ہو رہے ہیں، تمھارے پاس قرآن ہے، تم کو اللہ کی کتاب کافی ہے"۔ اس پر جھگڑا شروع ہوگیا۔ کوئی کہتا قلم دوات لاؤ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیں گے۔ کوئی اُسی بات پر زور دیتا جو حضرت عمرؓ نے کہی تھی۔ جب زیادہ شور اٹھا تو رسول اکرمؐ نے فرمایا، "تم سب لوگ میرے پاس سے اُٹھ جاؤ"۔ اب، بنی عباس کا خیال ہے کہ حضورؐ، بنی عباس کی خلافت کے متعلق لکھ رہے تھے۔ جب کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ حضرت علیؓ کا خلافت نامہ تھا۔

حقیقت اس کے بر خلاف ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے بارے میں ایک سے زیادہ موقع پر کہی گئی حدیثیں ملتی ہیں۔ لیکن اس سے متعلق ایک اہم واقعہ بھی موجود ہے۔ تاریخ الخلفاء للسیوطی میں ہے کہ مسجد

کی بنیاد رکھی جانے لگی تو پہلے حضورؐ نے سنگِ بنیاد رکھا، پھر حضرت ابو بکرؓ نے، پھر حضرت عمرؓ نے۔ اور پھر آپؐ نے فرمایا۔ "هٰؤُلآءِ الْخُلَفَآءَ مِنْ م بَعْدِيْ" یعنی یہ میرے بعد خلفاء ہیں۔

(5) ماتم : امام حسینؓ اخلاقی جرأت، حق پرستی، شجاعت، اور جان سے بے خوفی کا بہترین نمونہ تھے۔ اس جماعت کا ہر فرد صابر تھا، شاکر تھا۔ شہادتِ امام عالی مقامؓ سے، حق پرستی اور اسلام پر جاں بازی کا سبق حاصل ہوتا ہے، نہ کہ بُزدلی کا۔ ان ہی لوگوں نے پہلے خطوط لکھ کر امام حسینؓ کو بلوایا۔ وہ پہنچے تو اچانک یزید کی فوج کے ساتھ ہوگئے۔ امام عالی مقامؓ کو شہید کرنے کے بعد خود کو تائبین مشہور کر دیا اور لگے تال سُر پر سینہ کوبی کرنے اور مرثیے پڑھنے۔

(6) غداریاں: ذرا غور تو کرو کہ اسلامی ریاستوں کو کس نے تباہ کیا۔۔۔؟ اسی قوم نے۔ سلطنت عباسیہ کو موئدالدین علقمی نے۔۔۔ ریاست مغلیہ کو میر حسن علی و میر عبد اللہ نے۔۔۔ ریاست فتح علی ٹیپو سلطان کو میر صادق نے۔۔۔ ریاست شجاع الدولہ کو میراں و جعفر نے۔۔۔ تاریخِ اسلام پر نظر ڈالیے تو ہر جگہ یہی قوم کئی اسلامی ریاستوں کی بربادی کا باعث دکھائی دے گی۔

سچ پوچھو تو یہ کوئی مذہب نہیں ہے، بلکہ دشمنانِ اسلام اور انارکسٹوں کا ایک فرقہ ہے اور اسلام کو تباہ کرنے کی سوچتا ہے۔ اس میں یہودی، مجوسی، بت پرست اور دہری سب ہی ہم نوا ہوگئے ہیں۔ ان کا متفق علیہ مسئلہ جس پر ان کا دین و ایمان ہے وہ ہے عداوتِ اسلام۔۔۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ۔

{ حوالہ تفسیر صدیقی۔ سورۃ الفاتحہ صفحہ 30، 37 تا 44 پارہ 5 صفحہ 80، 81 اور پارہ 26 صفحہ 80 تا 83 }